''سیرۃ النبی ﷺ'' مولانا شبلی نعمانی اور ''اُسوۃ الرسول ﷺ'' سید اولاد حیدر بلگرامی کا تقابلی جائزہ

سید حسین عارف نقوی☆

مولانا شبلی نعمانی[1] (۱۹۱۴ء) نے "سیرۃ النبیؐ" نامی کتاب لکھنی شروع کی جس کی تکمیل اُنکے شاگرد مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) نے کی یہ مناظرے کا دور تھا ہر دو علما نے بہت سے حقائق احاطہ تحریر میں لانے سے احتراز کیا اور بہت سی نادرست باتوں کا اضافہ کیا اُنکے معاصر مشہور شیعہ دانش ور و عالم سید اولاد حیدر فوق بلگرامی[2] (م ۱۹۴۲ء) نے ان مجلدات پر ناقدانہ نظر ڈالی جو پانچ بڑے سائز کی جلدوں میں شائع ہوئی زیر نظر مقالے میں اُن حقائق کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے جنھیں مصنف علام نے نہایت ستھرے انداز میں پیش کیا ہے سیرہ النبی ﷺ کی پہلی جلد مقدمہ (فن روایت) مقدمہ ۲ (تاریخ عرب قبل از اسلام) اور سیرت کے ابتدائی حصے پر مشتمل ہے۔

اسوۃ الرسول جلد اول بڑے سائز کے ۸۲۲ صفحات پر مشتمل ہے جسے کاظم بک ڈپو دہلی نے دوسری مرتبہ ۱۹۳۵ء میں شائع کیا مقدمہ ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے جس کی تکمیل مصنف نے بروز عید الفطر ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ کو، کی باقی صفحات سیرت پر مشتمل ہیں۔ مولانا نعمانی مرحوم نے مقدمہ کتاب میں یہ اطلاع دی ہے کہ اس کتاب کے پانچ حصے ہیں:۔

پہلے حصے میں عرب کے مختصر حالات، کعبہ کی تاریخ، آنحضرت ﷺ کی ولادت و وفات........

دوسرا حصہ منصب نبوت سے متعلق ہے، نبوت کا فرض، تعلیم عقائد، اوامر و نواہی.......

تیسرے حصے میں قرآن مجید کی تاریخ، وجوہ اعجاز اور حقائق و اسرار سے بحث ہے۔

چوتھے حصے میں معجزات کی تفصیل ہے۔

پانچواں حصہ خاص یورپین تصنیفات سے متعلق ہے، انکا سرمایہ معلومات کیا ہے......

☆محقق، کتاب شناس، پرنسپل (ر) ایف جی ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن، اسلام آباد

اسوۃ الرسول کی پانچوں جلدیں بھی انہیں عناوین پر مشتمل ہیں۔
پہلے مقدمے میں مرحوم بلگرامی نے جن حقائق کا اظہار کیا ان کی طرف آتے ہیں ارقام فرماتے ہیں:
۱۔میری اس کتاب میں میرے مخاطب اصلی شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی سیرۃ النبیؐ کے دیباچے میں رقم طراز ہیں۔(ص۱۳)
۲۔یہ کتاب والیان ملک کی فیاضانہ استمداد[۳] سے بڑی آب وتاب کے ساتھ شائع ہوئی لوگوں نے بڑے اشتیاق سے خریدا مگر جب کتاب پڑھی تو معلوم ہوا، خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم (ص۱۴)
۳۔سیرۃ النبی ﷺ کے مجلدات دیکھ کر مفصلہ ذیل رائے قائم کی گئی ہے۔
(i) حقوق بنی ہاشم کے استخفاف و استیصال کے علاوہ جو مدت سے آپ کا شعار تالیف قرار پایا ہے جس کے لیے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوسکتی اس لیے کہ بنی اُمیہ کی جانب داری کے لیے آپ فطرتاً مجبور ہیں بہت سے واقعات قدیمہ اور مشاہدات عظیمہ، جو تاریخ عرب، آثار اسلام اور اخبار جناب سید الانام علیہ وآلہ السلام سے پورا تعلق رکھتے تھے قطعاً مرفوع القلم اور کالعدم فرما دیئے ہیں (ص۱۵) مصنف نے ایسے ۳۶ مقامات کی نشاندہی کی ہے(ص۱۵تا۳۰)
۴۔بخاری کی مرویات میں استبعاد واقرار مولف سیرۃ النبی ﷺ (ص۴۱)
۵۔نہ شبلی صاحب غایت رسالت کو سمجھ سکے اور نہ بخاری صاحب حقیقت نبوت کو سمجھا سکے اور کیونکہ سمجھ سکتے یا سمجھا سکتے (ص۴۷)
۶۔سیرۃ النبی ﷺ کی جلدوں میں ایک حدیث بھی ائمہ اہل بیت÷ سے نہیں لی گئی جس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ شبلی صاحب کے نزدیک یہ بزرگوار قطعی ساقط الاعتبار ہیں اس طریق میں آپ پورے پورے اپنے شیخ الشیوخ امام بخاری کے مقلد ہیں (ص۵۰)
۷۔شبلی صاحب کی قرارداده معیار صحت حدیث: ہم ذیل میں شبلی صاحب کے قرارداده معیار صحت حدیث کو نقل کر کے اُن کے بعض مقامات پر بالاختصار اپنی تنقیدی عبارت لکھ دیتے ہیں۔چنانچہ آپ نے وہ دس اصول[۴] تحریر کیے ہیں جو مولانا شبلی نعمانی کے قائم کردہ ہیں، ص۹۴
۸۔واقدی کے حالات میں تو شبلی صاحب لکھ چکے ہیں کہ گویا وہ سلطنت کے ہاتھ بکا ہُوا تھا مگر تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ واقدی ہی پر موقوف نہیں باستثنائے معدودے چند، قریب قریب تمام حضرات سلطنت کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔
۹۔تعجب ہے کہ شمس العلماء شبلی صاحب کے ایسے فاضل محقق اور کامل ادیب (ص۱۴۹) اور آل فاطمہ کی ایسی غلط ترکیب خلاف قاعدہ واصطلاح عرب قلم بند فرمائے شبلی صاحب کو کیا پڑی ہے کہ وہ توہین بنی فاطمہ× کی کوئی تفصیل کریں تفصیل وتصریح کیسی یہی غنیمت ہے کہ آپ نے توہین اقرار کر دیا وہ بھی ظاہر ہے کہ ان حضرات کے ساتھ خلوص وعقیدت کے تقاضے سے نہیں بلکہ اپنے علماء کی اظہار ودیانت کی ضرورت سے (ص۱۴۱)

۱۰۔شبلی صاحب نے حضرت علی -اورآل (نبی) فاطمہ × کی توہین اوراحادیث موضوعہ کی کثرت تدوین کے متعلق اپنی عبارت دیباچہ میں جوارشادفرمایا تھااور حقیقتاًان اُمورکو چھپایا تھا ہم نے اس کی تفصیل وتشریح کردی [۵] (ص۱۸۷)

۱۱۔سیرۃ النبی ﷺ کے ابہامات ،ضعفات ،احذافات ،اسقاط اور استخفاف وواقعات کے کامل مکاشفات کردئے جائیں اور شبلی صاحب کے اُن اصول اور موضوعات تالیف کی حقیقت واصلیت بتلادی جائے جن کوسیرت نگاری اور تاریخ نویسی سے کوئی مناسبت نہیں (ص۲۴۵)

۱۲۔تالیفات وتصنیفات کے ان اصول مسلمات کی تفصیل وتعمیل میں شبلی صاحب کی طرح خودغرضانہ اور جانب دارانہ فیصلہ جات اوراقتباسات واستخراجات کا غلط طریقہ نہیں اختیار کیا گیا،اس مسلک اوراس طریقہ تالیف کے خلاف اُسوۃ الرسولؐ میں ہرمسئلہ، ہرواقعہ کی اصل حقیقت کے انکشاف کردئے جانے کوفرض اول قراردیا گیا ہے۔

۱۳۔مولوی شبلی صاحب کی واقعات صحیح سے صریح چشم پوشی:

افسوس ہے کہ مولوی شبلی صاحب نے اس واقعہ تاریخی کو جوسیرۃ بنی ہاشم کے لکھنے والے کوقلم بندکرنا ازحدضروری تھا بالکل مرفوع القلم فرمادیا ہے حالانکہ قریب قریب تمام عربی ماخذوں میں بالتفصیل مندرج ہے (ہاشم کے ساتھ اُمیہ کی مخاصمانہ مخالفت)اورہم نے اُنہیں کے اصل ماخذ ومسند طبقات ابن سعد سے اوپرنقل کیا ہے اکثرحضرات بطورظاہراس فروگذاشت کومولوی صاحب کی کمال عاقبت اندیشی اورغایت دوربینی تسلیم کریں گے شبلی صاحب نہ کوتاہ قلم ہیں اورنہ سہوونسیان کے ملزم (ص۶۷)

اُسوۃ الرسولؐ جلددوم ۵۴۶صفحات پرمشتمل ہے جسے باردوم ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ءکاظم بک ڈپودہلی نے شائع کیا۔

۱۴۔اس جلدمیں بھی ان اضافات واحذافات وواقعات کی حقیقت کا اپنے اپنے مقامات خاص پرانکشاف کردیا گیا ہے جس میں مولانا شبلی نعمانی نے اخفاء سے کام لیا تھا،بہت سے ایسے واقعات وحالات کی بھی نہایت تحقیق سے کامل تحقیق وتنقیدکردی گئی ہے جن کی حقیقت اوراصلیت پرخواہ مخواہ تائیدعقائدتقلیداسلاف اوروہم وقیاس کے رنگارنگ طریقوں سے نقاب افگنی کی گئی ہے۔(ص۸)

۱۵۔مولوی شبلی نعمانی کا اکثرمقامات پر یہ لکھنا کہ ’’ابھی تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی‘‘ یہ بتلاتا ہے کہ(نعوذباللہ)اسلام میں کسی وقت شراب حلال بھی تھی اگرتنزیل حرمت کے اعتبار پر یہ قیاس فرمایاجاتا ہےتواوربھی تعجب انگیز ہے [۶] (ص۳۳)

۱۶۔مولوی شبلی صاحب سیرۃ النبیؐ میں اس مقام پرلکھتے ہیں کہ فرانس کے ایک مورخ نے لکھا ہے کہ ابوطالب چونکہ محمد ﷺ کوذلیل رکھتے تھے،اس لیےاُن سے بکریاں چرانے کا کام لیتے تھےلیکن واقعہ یہ ہے کہ عرب میں بکریاں چرانا معیوب کام نہ تھابڑے بڑے شرفااورامرا کے بچے بکریاں چرایا کرتے کرتے تھے۔(ص۴۲)

۱۷۔شبلی نعمانی نے ابوطالب کا خطبہ نکاح پڑھنا تو تحریرفرمایا ہے مگراُس خطبے کی عبارت نقل نہیں فرمائی یہ آپ کی کوتاہ قلمی اوراختصارپسندی کا خاص مقام ہے(ص۹،۸)

۱۸۔شبلی صاحب کا یہ فرمانا کہ ''یہ قطعاً ثابت ہے کہ آپ بچپن اور شباب میں بھی جب کہ منصب پیغمبری سے ممتاز بھی نہیں ہوئے تھے مراسم شرک سے ہمیشہ مجتنب رہے'' حقیقت ہے کہ شبلی صاحب نبوت ورسالت کی اصلی شان وحقیقت ہی کو نہیں سمجھے ہیں۔(ص۹۴)

۱۹۔عکاظ کے خطبے میں حضور ﷺ شریک تھے اس بارے میں فوق مرحوم لکھتے ہیں ''شبلی صاحب نہ اپنے کسی اقرار پر قائم رہتے ہیں اور نہ اپنے کسی مختار پر ذرا اپنے دیباچے میں نقل روایات کے متعلق اپنے مقرر کردہ حدود ونصاب یاد فرمائے جائیں پھر اپنے ادب ومحاضرات کے حوالجات پر غور کیا جائے۔(ص۱۰۶)

۲۰۔رسول اکرم ﷺ کے خاندان کا تغمائے شرافت اسی قدر تھا کہ اس صنم کدے (خانہ کعبہ) کے متولی تھے اور کلید بردار بایں ہمہ آنحضرت ﷺ نے کبھی ان بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا دیگر رسوم جاہلیت میں بھی کبھی شرکت نہیں فرمائی'' بالکل صحیح ہے جناب رسول خدا ﷺ نے کبھی جہالت وضلالت کے افعال ذمیمہ اور مراسم قبیحہ میں کبھی اپنی قوم اور اہل وطن کا ساتھ نہ دیا اور نہ اُن میں شرکت فرمائی لیکن مشکل تو یہ ہے کہ شبلی صاحب کی نظر توجہ ہمیشہ خاندان رسولؐ پر مبذول رہتی ہے اور شروع سے لے کر کفار قریش اور مشرکین کعبہ کے افعال ذمیمہ کی تصدیق وشہادت میں خاندان رسولؐ ہی کے ہی رویہ اور اطوار کی مثالیں پیش کی جاتی ہے(ص۱۵۵)

۲۱۔شبلی صاحب سادات فیما بین بنو ہاشم اور بنی اُمیہ کا دعویٰ کرتے ہیں تو حق دار کون تھا اور ناحق کون اس کا بھی اظہار کر دیا جائے لیکن اب ایسا نہیں کر سکتے بنی اُمیّہ کی جانب داری جو آپ کا لازمہ فطرت ہے اور جس کا انتظام آپ نے شروع تالیف سے قائم کیا ہے صاف صاف کُھل جائے گی اور تعمیم سادات کا جو طلسم باندھا ہے برباد ہو جائے گا(ص۲۱ حاشیہ)

۲۲۔شبلی صاحب نے اپنے اس سوال کے جواب میں کہ انبیاء مرسلین سابقین کے مقابلے میں سرور عالمؐ نے کیا کیا؟ صرف حضرت نوح -اور جناب عیسیٰ -کے استقلال کی مثال دکھلائی ہے حالانکہ مدعائے بحث سے اُن کے حالات کو مناسبت نہیں کیونکہ مدعاء سلسلہ بیان تو ایسی مثال چاہتا ہے کہ رنج وایذ اظلم وجفا کے مقابلے میں سوائے صبر ورضا کے شکوہ بددعا نہ کی جائے حالانکہ حضرت نوحؑ نے اپنی اُمت کے مظالم سے تنگ آکر بددعا کی (ص۲۷۹)

۲۳۔شبلی صاحب کو کیا پڑی ہے کہ بنی ہاشم کے تفصیلی حالات پر توجہ دیں یہ تو آپ کے اصلی مقصود وموضوع کتاب کے خلاف ہے لیکن ہم بحثیت واقعہ نگار تمام حالات وواقعات پر نگاہ ڈالنی ضرور ہے اور خصوصا واقعات جو واقعات کی حیثیت رکھتے ہیں(۴۰۱)

اُسوۃ الرسول جلد سوم صفحات:۵۲۰

۲۴۔شبلی صاحب کی موقع شناسی اور دقت رسی البتہ قابل تعریف ہے اپنے مطلب کا ایک شوشہ ملنا چاہیے دم کے دم میں مسلسل مضمون تیار(ص۵۶)

۲۵۔اب تو شبلی صاحب کو معلوم ہو گیا کہ انعقادعَلَم کا رواج عرب میں ایام جہالت سے لے کر اسلام کی اشاعت تک برابر جاری رہا تو پھر آپ کے یہ دونوں دعوے کہ اس وقت تک لڑائیوں میں علم کا رواج نہ تھا اور یہ (خیبر) پہلا مرتبہ ہے

کہ آپ نے تین علم تیار کرائے کس قدر واقعیت اور حقیقت کے خلاف ہوکر لغو ثابت ہوتا ہے، اب دیکھنا اور دکھلانا باقی رہ گیا ہے کہ شبلی صاحب کو ایسی لغو فرسائی کی کیا ضرورت واقع ہوئی ضرورت تو وہی ثابت ہوتی ہے جس کی طرف ہم اشارہ کر آئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ خیبر کے علم میں بمقابلہ دیگر علم ہائے معارک اسلامی کے ایک خاص شرف اعزاز اور شان امتیاز تھی (ص ۵۸)

۲۶۔شبلی صاحب کی نقل و ترجمہ میں کھلی تحریف:

اصل ماخذ کی عبارت میں تحریف صاحبان تالیف کے لیے بڑی توہین و تضحیک کی باعث ہوتی ہے خصوصاً شبلی کے ایسے ذیمقدار اور ذوی اعتبار بزرگ سے ایسی لغزش تو سخت تعجب انگیز ہے آپ نے ابوسفیان کے آخر وقت تک کفر وضلالت کے ثبوت پر خواہ مخواہ پردہ ڈالنے کے لیے مکالمہ مذکورہ کو اصل عبارت میں ناتمام چھوڑ کر فوراً لکھدیا۔۔۔۔طبری میں اس مکالمے کی وہ عبارت جس میں یہ واقعہ درج ہے اور جس کو آپ اس دلیری سے نقل و ترجمہ میں چھوڑ گئے ہیں (ص ۸، ۱۵۷)

شبلی صاحب اور ان کے معتقدین نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں کہ اُن کی حق پوشی سے کیا فائدہ ہوا جب کہ اُن کی اس تحریفانہ کوشش کے انکشاف کرنے والے دنیا میں کثرت سے موجود ہیں (ص، ۱۵۹)

۲۷۔شبلی صاحب کی دلی کوشش تو یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ -کی کوئی خصوصیت بے داغ نہ چھوٹے اپنی اس کوشش میں کیسے ہی مجہول، غیر معروف موضوع اور مصنوع کسی قسم کا کوئی واقعہ آپ کو ملنا چاہیے وہ فوراً درج کتاب ہے اب نہ اس وقت آپ کو اصول روایت کی تحقیق کی ضرورت ہے اور نہ خود اپنے سیاق عبارت درست کرنے کی احتیاج دیکھئے قبیلہ ہمدان کے اسلام لانے کا واقعہ جو مشہور متواتر اور متفقہ جمہور ہے۔(ص ۳۴۸)

۲۸۔شبلی صاحب نے اپنی قدیم عادت و مجبوری کی وجہ سے اس واقعہ کو (یمن میں حضرت علی -کی تبلیغی خدمات) احذافات استخفافات اور اختصارات کے خاص انداز سے تحریر فرمایا ہے عادت و مجبوری بھی وہی، فضائل علی -کا خوف دامن گیر ہے۔(ص ۳۵۲)

۲۹۔شبلی صاحب کی کتاب چھپتے ہی اس جھوٹی اور فتنہ انگیز روایت کی (حضرت علی -کی معاذ اللہ شراب خوری) ملک و قوم میں اتنی دھجیاں اُڑ چکی ہیں کہ اس کی موضوعیت و مصنوعیت کا بال تک باقی نہیں چھوڑا گیا ''فتنہ شبلی'' کی دو تیار جلدیں ملک وقوم کے ہاتھوں ہاتھ پہنچ چکیں۔(ص ۳۶۰)

۳۰۔شبلی صاحب کی غرض و خاص تو بنی ہاشم اور اہل بیت ÷ کے خصائص کا استخفاف ہے جو آپ کی تمام تالیفات کا موضوع خاص ہے اس لیے آپ ایسے موقعوں پر اپنے اُن ذخائر موضوعات سے کام لیتے ہیں۔(ص ۴۹۳)

اسوۃ الرسول جلد: ۵ صفحات: ۳۶۸، ۱۳۴۸ھ

۳۱۔مولوی شبلی صاحب نعمانی کی سیرۃ النبیؐ میں قبل رسالت سے لے کر خاتمہ رسالت تک جناب رسالت مابؐ کے

تمام حالات وواقعات تعمیم ومعمول کے اصول پر اس طرز خاص سے بیان کیے گئے تھے جو سراپا شان رسالت کے منافی اور بالکل منصب نبوت کے مخالف تھے۔(ص،یکم)

۳۲۔سیرۃ النبی ﷺ کی جلد سوم جیسے ہی شائع ہوئی اخبار''مشرق''گورکھپور میں ایک عرصے تک تنقید وتعریض کے سلسلے کے مضامین نکلتے رہے اور پھر ڈاکٹر محمد عمر صاحب (احمدی) نے ان کو جمع کر کے ایک رسالے کی صورت میں مرتب کر کے مطبع مشرق گورکھپور سے شائع کر دیا ڈاکٹر صاحب نے شبلی صاحب کے موجود ضعف استدلال سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی لیکن حقیقت میں اُن کی یہ کوشش ایک بے کار کوشش تھی کیونکہ شبلی صاحب کے ضعف استدلال میں بھی حقیقت حال موجود تھی اور ڈاکٹر صاحب کے تنقیدی نسخہ میں بالکل معدوم ومفقود ڈاکٹر محمد عمر صاحب کے تنقیدی نسخہ میں بالکل معدوم ومفقود ڈاکٹر محمد عمر صاحب نے قریب قریب تمام بشارتہائے رسالت کو توڑ مروڑ کر غلام احمد صاحب قادیانی کی مسیحیت ومہدویت یا نبوت بالمتابعت ثابت کرنی چاہی ہے جو کسی اسلامی اور غیر اسلامی ادبیات تاریخی کے مشاہدات ومقالات سے ثابت نہیں (ص۳)

یہ پانچویں جلد آنحضرتؐ کی روحانیات،قرآن مجید کے متعلق مخالفین کے متوہمانہ اعتراضات اوراُنکے جوابات،صفات عدلیہ،نبوت،امامت،معاد،فروعات مذہب،اسلام اور حقوق نسواں،اسلام اور مسئلہ طلاق،طلاق،قرآن مجید اور سیاسیات،اسلام اور تمدن وارتقا کی تعلیم،قرآن مجید اور عقلیات،قرآن مجید کی تعلیم اور اسلام کی قومی اور ملکی تنظیم جیسے اہم عنوانات پر مشتمل ہے سیرۃ النبیؐ جلد اول کی تلخیص سید عطائے مہدی نے کی جو پاک کتب خانہ اردو بازار،راولپنڈی سے شائع ہوئی۔

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِیرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ